رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

دین کی نصرت کیلئے اک آسمانپر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ غیر ممالک سے ساتٹ روپے

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

فہرست مضامین

جلد ۴ | مورخہ ۱۲- اگست سنہ ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۱۱ شوال سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بخیریت ہیں +

۹ ماہ حال سے ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں ڈیڑھ ماہ کی رخصتیں دیگئی ہیں۔ ۸- تاریخ کو حضرت خلیفۃ المسیح نے ہر دو سکول کے طلباء کے لئے مسجد اقصےٰ میں بہت قابل قدر تبلیغی نصائح فرمائیں جنھیں آیندہ کسی پرچہ میں درج کرنے کی کوشش کیجائے گی +

قاضی عبد الحق صاحب جو ایک قابل قدر اور مخلص نوجوان ہیں چند دن سے بعارضہ ہیضہ بیمار ہیں۔ احباب ان کے لئے درد دل سے دُعا کریں۔ خدا تعالےٰ ان کو اپنے فضل سے صحت عطا فرمائے +

آجکل موسمی بخار پھر زوروں پر ہے۔ بہت سے احباب اس کے ہاتھوں نالاں ہیں +

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ حیدر آباد دکن کا ایک جلسہ

سید بشارت احمد صاحب حیدر آباد دکن سے اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ ۲۹ رمضان شریف سنہ ۱۳۳۴ھ روز یکشنبہ ۵ بجے سے ۸ بجے شام تک انجمن کا ایک جلسہ مکان انجمن میں منعقد ہو کر بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اس جلسہ میں علاوہ اور امور خیر کے یہ مزید فضل الٰہی بھی ہوا۔ کہ باوجود قبل جلسہ پولس کو انعقاد جلسہ کی اطلاع دہی کے اہالیان پولس سے کوئی بھی بغرض نگرانی نہیں آئے جو ہم پر سرکار کے اطمینان کامل کا کافی ثبوت ہے۔ الحمد للہ۔ جلسہ کی مفصل رپورٹ ذیل میں درج ہے +

ماہ رمضان کے اواخر میں عالیجناب مولوی غلام اکبر خانصاحب وکیل ہائی کورٹ نے اپنا یہ ارادہ ظاہر فرمایا کہ وہ اپنے تمام احمدی بھائیوں کو ایک دعوت طعام انجمن کے مکان میں دینا چاہتے ہیں جسکو انجمن نے قبول کر کے بتاریخ ۲۹ ماہ رمضان سنہ ۳۴ھ روز یکشنبہ ۵ بجے سے ۷ بجے تک ایک جلسہ منعقد کر کے اشتہارات مطبوعہ سے عام شرفائے شہر کو۔ اور دعوتی رقعوں سے اپنے تمام احمدی بھائیوں اور نیز اہالیان محلہ کو مکان انجمن میں مدعو کیا۔ کافی مجمع تھا۔ عقیدہ مسلمہ اہل اسلام کے متعلق حضور اقدس علیہ السلام کی وہ پُر شوکت عبارت جو ایام الصلح صفحہ ۸۶ پر مرقوم ہے ایک اشتہار کی صورت میں طبع کرا کے حاضرین جلسہ میں تقسیم کی گئی اور ساتھ ساتھ حضرت مولوی صاحب میر مجلس انجمن ہذا کا لکھا ہوا ایک اشتہار بعنوان "عقیدۂ جامعہ سلسلہ احمدیہ" بھی تقسیم ہوا۔ اور مکرمی جناب سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب کا ٹریکٹ "مسلمانوں کا اس زمانہ کا امام کون ہے" (جو اب دوسری دفعہ کتابی سائز پر چھپا ہے) خاص اشخاص میں تقسیم ہوا افطار سے کچھ پہلے میوہ و فواکہات بغرض روزہ کشائی حاضرین میں تقسیم کئے گئے۔ اور بعد نماز مغرب قریباً

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

(۱۵۰) اشخاص کی پُر تکلف دعوت کیگئی۔ روشنی۔ فرش اور انتظام کا مناسب اہتمام تھا۔ جملہ معروف احمدی احباب کے علاوہ دوسرے شرفائے شہر و اہل محلہ وغیرہ قریبًا (۵۰) کی تعداد میں شریک دعوت تھے۔ اور عمدہ اثر لے کر گئے ٭

چونکہ ہماری اس اسلامی ریاست میں ایام متبرکہ کے موقعہ پر تمام شہر اور مساجد اور شرفا کے مکانوں میں غیر معمولی تکلف اور اخلاص سے مجالس وعظ و نعت و نیز روشنی وغیرہ کا خوب رواج ہے۔ اس لئے ہم ان ایام مقدسہ کی برکات سے اس طرح فائدہ حاصل کیا کرتے ہیں کہ عام اشخاص جو کہ ان ایام میں خصوصًا دینی جلسوں اور پند و نصائح سننے کے عادی ہیں اُن کو اپنے سلسلہ کے سچے حالات اور اپنا درد دل سنانے اور تبلیغ کی غرض سے ان ایام متبرکہ کے ایک دو روز قبل یا سب کے جلسے ہو جانے کے بعد اپنی انجمن میں بھی ایک جلسہ منعقد کر کے اپنے امام عالی مقام علیہ الصلوٰة والسلام کے فرمائے ہوئے معارف قرآن مجید اور حقیقت اسلام پر بہائے ہوئے چشمہ ہائے رحمت اور علوئے شان و امتیازو رفعت حضور سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا و مولٰنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو علم کلام ہم کو حضرت صاحب عطا فرما گئے ہیں اپنے دوستوں اور دیگر طالبان حق کی خدمت میں یہ اخلاص و خیر خواہی پیش کر دیا کرتے ہیں ٭

مولوی محمد سعید صاحب نے عاجز کی تحریک پر ماہ رمضان میں ایک پارہ روزانہ سنانا قرآن شریف شروع کیا۔ جو احباب دنیوی اشغال کی مصروفیت کے باعث عام ایام میں معمولی درس قرآن میں حاضر ہو سکتے تھے اس متبرک ماہ میں انھوں نے تمام قرآن سن لیا۔ الحمد للہ کہ یہ سلسلہ نہایت مفید ثابت ہوا ٭

بنگال میں اشاعت احمدیت

جناب سید مولوی محمد عبد الواحد صاحب مبلغ علاقہ بنگال تحریر فرماتے ہیں کہ جولائی کے آخری ہفتہ میں نو آدمی جدید داخل سلسلہ حقہ ہوئے ہیں اس جولائی کے مہینہ میں خدا کے فضل سے اور حضرت خلیفۃ ثانی کی دعاؤں کی برکتوں سے سب زن و مرد ملا کر اُنتیس آدمی جدید داخل سلسلۂ حقہ ہوئے ہیں جس سے یہاں کے مبایعین کے صد ہفتم کا نمبر (۸۶) تک پہنچ گیا ہے۔ فالحمد للہ علٰی ذٰلک حمدًا کثیرًا ٭

اب درگاہ باری عز اسمہٗ میں یہی التجا ہے کہ بہت جلد اس صد ہفتم کو پورا کر دیوے تاکہ مکمل فہرست صد ہفتم کی ارسال کروں۔ آمین ٭

ظاہرًا یہ کامیابی نمایاں خلافت ثانیہ کی برکتوں سے ہے وابستگان دامن خلافت ثانیہ اس سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں۔ اور اس خلافت مبارکہ کے بدخواہ لوگ خون جگر پیا کریں ٭

دھلی کے تبلیغی حالات

حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ احمدیت لکھتے ہیں کہ عید الفطر کی نماز بفضلہ تعالےٰ کافی جماعت کے ساتھ ادا ہوئی بچوں سمیت قریب پچاس کے لوگ تھے۔ صدقہ فطر اور عید فنڈ بھی معقول جمع ہوا ٭

یہاں دو تین جمعہ سے دو نئے شخص نماز میں آیا کرتے تھے عید کی نماز میں بھی آئے۔ کل گزشتہ جمعہ میں بھی آئے کل کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں پیامی ہیں۔ اسمہٗ احمد پر کچھ اعتراض کئے جن کا جواب بفضلہ تعالیٰ بینے کافی دیا اور سورہ صف کی تقریبًا ساری آیتوں کو پڑھ کر سنایا اور بتایا کہ ہر ایک آیت میں اس آخر موعود کی طرف اشارہ ہے بہت گفتگو کے بعد یہ دونوں یہاں تک آئے کہ بروزی رنگ میں حضرت مسیح موعود بھی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں چونکہ خود کفر و اسلام کی بات چھیڑ دی تھی اس لئے یہ بھی اُن کو اقرار کرنا پڑا۔ کہ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے منکر یہ دو نری کافر ہیں ٭

سلسلہ نبوت پر بھی بات چھیڑ دی تھی اور بعض حوالہ ایسے بیان کئے جو کہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف تھے۔ اسپر اخویم معراج الدین عمر صاحب نے دو حوالے طلب کئے دس منٹ کا وعدہ کر گئے لیکن شام تک واپس نہ آئے۔ حالانکہ اخویم ماسٹر محمد حسین صاحب انکے ساتھ گئے تھے تاکہ ان کو ہمراہ لائیں لیکن وہ خود نہ آئے صرف مولوی محمد علی کی کتاب النبوة فی الاسلام بھیجدی ٭

حشمت علی چکڑالوی جو کہ دہلی میں رہتا ہے اُس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ اسمیں علاوہ غیر احمدی علما کے احمدی جماعت کو بھی مخاطب کیا ہے۔ اور آخر میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف سخت بدزبانی کی ہے۔ بعض دوستوں کو اسپر غیرت آگئی ہے خصوصًا مستری قادر بخش صاحب کہتے ہیں کہ اسپر ضرور نالش کرنی چاہیئے ٭

فوارہ پر جو غیر احمدی مولوی تقریر کیا کرتے ہیں انہیں سے بفضلہ تعالیٰ بعض اب اسقدر قریب آ گئے ہیں کہ ہمارے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور سلسلہ کی کتابوں کو پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ یہی شخص جس نے ساتھ ہو کر نماز پڑھی ہے اس قدر مخالف تھا کہ پہلے روز جب ہم نے تقریر کی تو اندھے عیسائی کے ساتھ ہو کر ہم پر اعتراض کئے اور سخت مخالفت کی تھی۔ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ انکے دلوں میں ہماری وقعت اور سلسلہ کا رعب بیٹھ گیا ہے اور فوارہ پر اب ہماری مخالفت میں تقریر نہیں کرتے اور نہ لوگوں کو بھڑکاتے ہیں بلکہ بعض موقعہ پر اپنا وقت بھی مجھ ہی کو تقریر کرنے کے لئے دیدیتے ہیں ٭

تعلیم نسواں

اخویم محمد یوسف صاحب لائل پور سے لکھتے ہیں کہ اس ناچیز نے اپنی زوجہ کو حسب الحکم اخبار الفضل تعلیم دینیات دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں خاکسار کا ممد و معاون ہو اور کمترین اس ارادہ میں کامیاب ہووے ٭

(ایڈیٹر۔) امید ہے کہ دیگر برادران سلسلہ نے بھی اس طرف توجہ فرمائی ہوگی۔ ہر ایک وہ صاحب جنہوں نے اس تحریک پر لبیک کہا ہو۔ اگر ہمیں مطلع فرما دیں۔ تو دوسروں کی ترغیب اور تحریص کے لئے ان کے نام بھی شائع کر دیئے جاویں ٭

نماز جنازہ

چھاؤنی کوئٹہ سے محمد بخش صاحب لوتری اپنی والدہ صاحبہ کے لئے۔ اور محمد اسحٰق علیخان صاحب پوروں ضلع اوناؤ سے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے لئے جنازہ غائب پڑھے جانے کے ملتجی ہیں۔ احباب ضرور پڑھیں ٭

اطلاع

موسمی عوارض کی وجہ سے عملہ الفضل کے کچھ کارکن بیمار ہیں۔ اسلئے اگر اگلا پرچہ کسی قدر دیر سے شائع ہو تو اسکے لئے ہم معذور ہونگے۔ ہاں اپنی طرف سے حتی الامکان کوشش کیجائیگی کہ پرچہ وقت پر شائع کیا جائے ٭ (مینیجر)

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

قادیان دارالامان - ۱۲ - اگست ۱۹۱۹ء

اشاعت اسلام کانفرنس کی حقیقت

ہم نے کسی گذشتہ پرچہ میں " اشاعت اسلام " کے نام سے ایک کانفرنس کی بنیاد رکھے جانے کا تذکرہ کیا تھا - اور نہایت صفائی سے اپنے خیالات کو بدیں الفاظ ظاہر کردیا تھا کہ " جب تک مسلمان اس طرف متوجہ نہیں ہونگے (یعنی جبتک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانینگے) ممکن نہیں کہ انھیں کسی صورت بھی اشاعت اسلام میں کامیابی حاصل ہوسکے - ہمارا یہ کہنا یونہی نہیں بلکہ واقعات پر مبنی ہے اسوقت تک ایک نہیں دو نہیں بلکہ کئی ایک انجمنیں اس کام کو لیکر اٹھی ہیں لیکن سوائے ناکامی کے انکے ہاتھ کچھ نہیں آیا - اب بھی اگر کوئی انجمن پہلے طریق پر ہی اس کام کو ہاتھ میں لیگی تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو اس سے پہلے کی کئی ایک کا ہورہا ہے " ۔

ہماری اس رائے کے متعلق مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ

" قادیانی الفضل نے معقول بات کہی - کہ پہلے مسیح موعود (مرزا) کو مانئے - جناب من - مرزا کو تو ہم مان لیں - اور سو دفعہ مان لیں - لیکن اشاعت اسلام کی ضرورت ہی بتلا رہی ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہ تھے - اگر ہوتے تو آج مسلمانوں کو کسی انجمن کے بنانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی " ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ہماری بات کو تو معقول قرار دیتا ہے لیکن چونکہ بخیال اسکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تمام دنیا پر اشاعت اسلام نہیں ہوئی اس لئے اسے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسی وجہ سے اس کو ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ " اشاعت اسلام کانفرنس " کی بنیاد رکھے لیکن کیا ہی درست کہا گیا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ادھر مولوی صاحب ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنی مسخ شدہ فطرت سے مجبور ہو کر یہ حملہ کیا کہ آپکے ذریعہ تمام دنیا پر اشاعت اسلام نہیں ہوئی - اور ادھر خدا تعالےٰ نے انکی اس انجمن کا پول کھول دیا جو ابھی تک کتم عدم سے عالم وجود میں آنیکے قابل ہی نہیں ہوسکی اور جسکے متعلق وہ شیخ چلی کیطرح قبل از وقت ہی منصوبے باندھ رہا ہے - اور ہماری اس رائے کو جو ہم نے پہلے ہی ظاہر کردی تھی سچا ثابت کرکے دکھا دیا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ " اشاعت اسلام کانفرنس " کو عالم وجود میں لانے کیلئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو اعلان اخبارات میں شائع کرایا تھا اسکے اعلان کنندوں میں سب سے پہلے مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور کا نام رکھا گیا تھا - جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا مفتی صاحب موصوف ہی وہ شخص ہیں جو سب سے اول درجہ پر اس تحریک کے محرک اور کارفرما ہیں - لیکن ان کو اس کانفرنس کے منشاء اور مقصد سے جو کچھ تعلق اور دلچسپی ہے وہ ان کے ایک خط سے معلوم ہوسکتی ہے جو اخبار وکیل میں شائع ہوا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ :-

" میں نے ایک کاغذ پر (جس میں اشاعت اسلام کی تحریک کے متعلق چند سطریں لکھی ہوئی تھیں اور جس کو منشی حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور میرے پاس لائے تھے) دستخط کردیئے تھے پھر مجھے معلوم نہیں کہ اسکے متعلق کیا کارروائی ہوئی - اور کس نے وہ کارروائی کی - مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اسکے متعلق آیندہ کیا طریق عمل ہوگا " ۔

اس خط سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس انجمن کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ مشہور ممبر کا اس سے کہاں تک تعلق ہے جب انکی یہ حالت ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ دوسرے ممبر اس انجمن سے کیا تعلق رکھتے ہونگے - کیا اس سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ مجوزین کانفرنس نے اشاعت اسلام ایسے مہتم بالشان مقصد اور مدعا کو بچوں کا کھیل سمجھ کر کھیلنا شروع کیا ہے اور جب انکے نزدیک اسکی یہی وقعت ہے تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہوگا وہ بھی اظہر من الشمس ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے یہ کیسا عبرت کا موقع اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ وہ لکھتا تو یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب کے ذریعہ اشاعت اسلام نہیں ہوسکی - اس لئے ہم اس کانفرنس کے ذریعہ اس کو کرکے دکھانا چاہتے ہیں لیکن پیشتر اسکے کہ اس انجمن کا ابتدائی جلسہ ہی منعقد ہو - اسکی حقیقت کھل جاتی ہے اور معلوم ہوجاتا ہے کہ اسکی تجویز اور ترکیب اسقدر لاپرواہی اور بے نیازی سے رکھی گئی ہے کہ ایک نادان اور ناسمجھ بچہ بھی اپنے کھلونے کے متعلق اس سے زیادہ احتیاط برتتا ہے - ایسا کیوں ہوا - اس لئے کہ مجوزین کانفرنس کے نزدیک اشاعت اسلام کا کام ایک ایسا حقیقت سے بے اور فضول کام ہے کہ معمولی سے معمولی مشغلے جتنی بھی قدر و وقعت نہیں رکھتا ۔

پس ایسے لوگوں کے دل و دماغ اور ایسے انسانوں کے دست و بازو اسلام کی جو اشاعت اور ترویج کرسکتے ہیں اسکے متعلق ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں عقلمند خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ سمجھنے والوں کو زمانہ سمجھا دیگا - اب ہم مولوی ثناء اللہ سے پوچھتے ہیں کہ یہ جو اس نے نہایت بیباکی اور نادانی سے لکھدیا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب کے ذریعہ اشاعت نہیں ہوئی اس لئے ہمیں اس کانفرنس کے بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اس میں اسے کہاں تک کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا افسوس کہ وہ ثناء اللہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے کئی دفعہ ناکامی اور نامرادی سے ہمکنار ہوچکا ہے اور کئی دفعہ منہ کی کھا چکا ہے - ایک اور بار ذلت کا منہ دیکھنے کیلئے کھڑا ہوگیا - وہ اشاعت اسلام کانفرنس جس کا ایسے شد و مد سے اعلان کیا گیا تھا - اور جسکی تائید کرتے ہوئے اس نے حضرت مسیح موعود پر حملہ کیا تھا - پیشتر اسکے کہ کچھ کرکے دکھاتی پہلے ہی اسکی چولیں ڈھیلی ہوگئیں - مولوی ثناء اللہ تو کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے اشاعت اسلام نہ کرنیکی وجہ سے ہم نے یہ انجمن بنانے کی تجویز کی ہے - لیکن اصل بات یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ اور اسی قماش کے دوسرے علماء کی اسی قسم کی حرکات مذبوحی اس بات کا موجب ہوئی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے اپنے دین کی حفاظت اور تائید کے لئے مبعوث فرمائے تا ان نمائشی مولویوں اور اسلام سے ناواقف ملاؤں کی خودغرضیوں سے اسلام کو جو نقصان پہنچ رہا ہے - اس کا انسداد ہوجائے اور دوسرے مخالفین اسلام کا ناطقہ بند کردیا جائے - کیا اگر اس

مذہبی جنگ و جدال کے زمانہ میں آپ مبعوث نہ ہوتے تو یہ علماء اسلام کو مخالفین کے حملوں سے بچا سکتے ہرگز نہیں۔ کیونکہ انکے دلوں میں اسلام کی اتنی بھی محبت نہیں جتنی دنیا کی ایک ادنیٰ چیز کی ہے۔ اسکے ثبوت کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اشاعت اسلام کانفرنس کے مجوزین کے طرز عمل کو ہی دیکھ لو۔ کاش یہ لوگ اپنی حالت کو ہی دیکھ کر سمجھ لیں کہ جب ہم میں اسلام کا درد اور الفت ہی نہیں رہی۔ اور باوجود کوشش اور سعی کرنیکے پیدا نہیں ہو سکتی۔ تو کیوں کسی ایسے انسان کو تلاش نہ کریں۔ جسکو خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی سچی ہمدردی اور پوری محبت کا نمونہ بنا کر ہمارے لئے بھیج دیا ہے۔

اب ہم پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کو خصوصاً اور دیگر مجوزین کانفرنس کو عموماً یہی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنے دل میں اسلام کے لئے سچا درد رکھتے ہیں اور سچے دل سے اسکی ترقی کے خواہاں ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے آکر کام کریں ورنہ انکے لئے کامیابی ناممکن ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنا کام شروع کرنیکی توفیق پانے سے پہلے ہی دیکھ لیا ہے کہ وہ کیا کچھ کر سکتے ہیں اور انمیں کسقدر طاقت اور قوت ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ اسلام سوائے آسمانی تائید اور مدد کے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جبتک مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت میں داخل نہونگے جسے خدا تعالےٰ نے زندہ اسلام پر کھڑا کیا ہے۔ اسوقت تک انکی قسمت میں ناکامی اور نامرادی لکھی جا چکی ہے۔ جیسا کہ اسوقت تک کے واقعات بتلا رہے ہیں اور آیندہ بھی جبتک مسلمان اپنی موجودہ حالت میں تبدیلی نہیں پیدا کرینگے بتلاتے رہینگے۔ کاش کوئی حقیقت شناس ہو تو فائدہ اٹھائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرکے دین و دنیا میں کامیاب ہو۔

کیا تناسخ سے برائی کا قلع قمع ہو جاتا ہے

آریہ گزٹ میں مسئلہ تناسخ پر ایک مضمون نکلا ہے مضمون نگار اس مسئلہ کی تائید میں یہ مثال لکھتا ہے کہ گورنمنٹ قید کرکے اگرچہ ہاتھ اور پاؤں کو عملی طور پر بدی کرنے سے روک دیتی ہے لیکن چونکہ وہ برائی کو یاد رکھنے والی طاقت من کو نہیں روک سکتی۔ اس لئے بدی دور نہیں ہو سکتی۔ اگر گورنمنٹ کو یہ طاقت بھی ہوتی کہ وہ کسی طرح من کو قابو کر سکتی۔ تو کوئی بھی قیدی جیلخانے سے نکلجانے پر چوری کا عادی نہ ہوتا۔ اسکے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے کہ جس صورت میں خدائی گورنمنٹ کو یہ طاقت ہے کہ وہ برائی کی بنیاد من کو قابو میں لا سکتی ہے یعنے خدا تعالیٰ بدی کی سزا میں انسانی روح کو حیوانی جسم میں قید کر دیتا ہے تو کیا اس قید سے رہائی پا جانے پر دوبارہ وہ شخص اس بدی میں جسکے باعث اسکی روح حیوانی جسم میں قید کیگئی تھی مبتلا ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو انسانی گورنمنٹ اور خدائی گورنمنٹ میں کیا فرق ہوا۔ باوجود بدی کی بنیاد من کو قید کرنیکے بھی جبکہ وہ دوبارہ اسی بدی میں مبتلا ہوا۔ تو من پر قابو پانیکے کیا معنے اس طرح تو جو نتیجہ انسانی گورنمنٹ کے مجرم کے صرف ہاتھ پاؤں روکنے سے نکلا وہی نتیجہ خدا کے فعل سے نکلا۔ حالانکہ اس نے من کو جو بدی کی بنیاد ہے قید کیا تھا۔ پس جس عادت کو چھڑانے کے واسطے سزا دیگئی تھی وہ دور نہ ہوئی اور سزا کا مطلب بالکل گم ہو گیا۔ اور اگر اس بدی میں وہ دوبارہ مبتلا نہیں ہوتا۔ تو کیا ایک دن ایسا نہیں آئے گا کہ انسان تمام بدیوں کی سزائیں جونوں کی کٹھن منزلیں طے کرتے کرتے گناہوں سے بالکل پوتر ہو جائے اور نجات ابدی کا مستحق ٹھہرے۔ مثلاً فرض کیا کہ ایک شخص نے چوری کی اور اسکی سزا میں وہ گھوڑا یا گدھا وغیرہ بنایا گیا۔ یہ جو اس کو سزا دیگئی ہے اس سے رہائی پا کر اس نے دوبارہ چوری کا جرم تو کرنا نہیں کیونکہ اسکی سزا میں اسکے من کو جو اس بدی کے محفوظ رکھنے کا باعث تھا قید کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس بدی کو تو وہ بالکل ہی بھول جائے گا۔ ہاں اب کوئی اور جرم کر سکتا ہے مثلاً اب اس نے کسی کو قتل کرکے جیو ہتیا کی جسکی سزا میں وہ کتا یا بلا بنایا گیا۔ جب وہاں سے اسے رہائی ملی تو اب دوبارہ جیو ہتیا تو وہ کر نہیں سکتا کسی اور جرم کا مرتکب ہو گا۔ اسی طرح ہوتے ہوتے ایکدن ضرور ایسا آئیگا کہ وہ تمام گناہوں کی سزا بھگت کر بالکل پاک و صاف ہو جائیگا اسوقت وہ بالکل آزاد ہو جائیگا اور اسکے لئے تناسخ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اب سوال یہ ہے کہ اول تو اس طرح تناسخ کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ باطل ہو جائیگا کہ دائمی نجات کسی روح کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ دوسرے انکے لئے یہ مشکل پیش آئے گی کہ اس طرح روحوں کے آزاد ہوتے رہنے سے ایکدن وہ آجائے گا جبکہ انکے پرمیشور کے قبضہ میں کوئی بھی روح نہ رہے گی۔ کیونکہ اس کو یہ تو اختیار نہیں۔ کہ کوئی نئی روح پیدا کرے۔ اور نہ ہی یہ اختیار ہے کہ ایک ایسی روح جو نجات پانے کی مستحق ہے اسے پھر کسی جون میں ڈالدے۔ اس لئے یہ ہوگا کہ آریوں کا پرمیشور دنیا میں کسی چیز کے پیدا کرنے سے معذور ہو کر بیٹھ رہے گا اور تمام دنیا سنسان اور ویران ہو جائیگی۔ کوئی انسان کوئی جانور کوئی درخت کوئی پھل کوئی پھول کوئی پتھر کوئی اینٹ نہیں ہوگا لیکن یہ کیسا دلدوز نظارہ ہوگا۔

پھر مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں "وہاں (جیلخانہ میں) نہ تو کوئی جمع کر سکتا ہے اور نہ ہی وہاں قرضدار ہوتا ہے"۔ اسی طرح "پرماتما نے روحوں کے واسطے دو ہی قسم کے مکان بنائے ہیں۔ ایک کرم یونی دوسرا بھگتو یہ یونی۔ دوسرا مکان مثل جیلخانے کے ہے جو صرف برائی کی عادتوں کو چھوڑانے کے واسطے ۔ ۔ ۔ ہے۔

اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھگتو یہ یونی جب صرف برائی کی عادتوں کو چھڑانے کے واسطے ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایک بگلا پانی کے کنارے تاک لگائے بیٹھا رہتا ہے اور بیچاری مچھلیوں کو مزے لے لے کر اڑاتا رہتا ہے۔ کیا آپکے نزدیک جیو ہتیا سے بڑھ کر بھی کوئی برائی ہے۔ پھر بلی چوہوں کو ہضم کرکے ڈکار تک نہیں لیتی۔ آپ کے اصول کے مطابق تو ایک بگلا اور ایک بلی اس لئے بنائے گئے ہیں کہ وہ اپنے پہلے جنم کی سزا پائیں اور آیندہ کے لئے برائی سے بچیں۔ لیکن وہ ایسے بچتے ہیں کہ دن رات جیو ہتیا کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ انکی برائی کو دور کرنے کا اچھا طریق ہے کہ انکی زندگی کا دارومدار ہی برائی پر ہو جاتا ہے۔ اس سے تو وہ انسانی جون میں ہی رہتے تو اسقدر جانوں کا نقصان نہ کرتے۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ تناسخ بدی اور برائی کے دور کرنے کا باعث نہیں بلکہ اسکو ترقی دینے کا موجب ہے۔

ووکنگ مشن اور ہم

(نمبر ۴)

(از قلم جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے مبلغ انگلستان)

پیغام صلح میں مجھپر ایک جھوٹا الزام جو لگایا گیا ہے اور اس میں حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کو بھی شامل کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ گویا مَیں نے کسی خط یا کسی تحریر میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ مَیں نے ایکدرجن کے قریب لوگوں کو مسلمان کیا ہے۔ یہ جو مجھ پر دروغ بیانی کا الزام لگایا گیا ہے اسکے متعلق بھی میں یہی کہونگا کہ آپ براہ مہربانی میری کوئی ایسی تحریر دکھا دیں جسمیں مَیں نے بارہ اشخاص کو عیسائی سے مسلمان بنانے کا دعویٰ کیا ہو اور یا پہلے کیطرح اپنی دروغگوئی کا اقرار کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ میری تحریروں میں احمدی مسلمان کا لفظ آیا ہے اور ولایت میں جو لوگ میرے ذریعہ سے احمدی ہوئے ہیں انہیں دہریہ یہودی۔ عیسائی۔ انگریز مسلمان۔ اور ہندوستانی مسلمان شامل ہیں۔ دوسرا یہ کہا گیا ہے کہ میرے ذریعہ سے غیر مذہب سے صرف دو یا تین اشخاص مسلمان ہوئے لیکن جیسا پہلا جھوٹ تھا یہ بھی جھوٹ ہی ہے کیونکہ میرے ذریعہ سے مسلمان ہونے والوں کی تعداد چھ ہے جنکے نام نیچے درج کئے جاتے ہیں۔ اب بتایئے کہ دروغ باف آپکے رپورٹر صاحب اور آپ ہیں یا کوئی اور۔

	نام	مذہب	
(۱)	مسٹر کوریو	دہریہ	۶
(۲)	مسٹر محمدؐ	دہریہ	
(۳)	مسٹر شلانج	یہودی	
(۴)	مس پیرؤ	عیسائی	
(۵)	مسز کراکسفورڈ	عیسائی	
(۶)	مسٹر ایونز	عیسائی	

ان احباب کے علاوہ جو احمدی ہیں وہ پہلے مسلمان تھے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں :۔

مسٹر عبداللطیف ہندوستانی مسلمان طالبعلم کنیکل انجنیرنگ۔ اندھد

مسٹر روشر	پرانا انگریز مسلمان		۳
مسز روشر	پرانی	”	
مس ایفرج			۵
مسٹر سٹروڈ			
مس سٹروڈ			
مسٹر ہمس			
مسٹر عبدالعزیز پیج			

یہ پانچ مرد و عورت ایسے ہیں جن کا ووکنگ کے ساتھ تعلق ہے یا تھا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے اس سے پہلے آرٹیکل میں عرض کیا ہے۔ کام شروع کرنے سے پہلے قریبًا دس ماہ تک مَیں ووکنگ میں نظربند تھا۔ ان میں سے اکثر اُس زمانہ کے مسلمان شدہ ہیں۔ اور انکے اسلام کے قبول کرنے میں میرا بہت سا حصہ ہے۔ لیکچر شروع ہونیکے بعد جب مسجد میں لوگوں کی آمدورفت شروع ہوئی تو خواجہ صاحب نے مجھے لیکچر دینے کا موقع تو بالکل نہ دیا۔ لیکن وہاں آئے ہوئے لوگوں سے زبانی گفتگو کا موقع ضرور ملتا تھا۔ اس لئے ان لوگوں کے اسلام لانے میں میرا بھی حصہ ہے اور اسی وجہ سے میرے ساتھ ان کا تعلق بھی ہو گیا۔ اور یہی وجہ ان لوگوں کے احمدی جماعت میں داخل ہونیکی ہوئی۔ مس سٹروڈ وہ پہلی لیڈی ہے جو ووکنگ میں مسلمان ہوئی۔ اسلام پر جو مَیں نے ووکنگ کی مسجد میں پہلا لیکچر دیا تھا اسمیں موجود تھی۔ اس نے مجھے کئی دفعہ کہا ہے کہ آپکے پہلے لیکچر کا میرے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا تھا۔ کہ میں اسکے بعد جلد ہی مسلمان ہو گئی +

اسی طرح مس ایفرج نے مجھے کئی دفعہ کہا بلکہ خطوں میں تحریر بھی کیا ہے کہ اس کا اسلام لانا میری ملاقاتوں کی وجہ سے تھا نہ کہ خواجہ صاحب کے لیکچروں کی وجہ سے۔ عبدالعزیز پیج مسٹر شلانج کے ذریعہ احمدی ہوا۔ اور مسٹر سٹروڈ اپنی لڑکی کے ذریعہ مسلمان اور پھر اسکے بعد احمدی ہوا۔ مسٹر ہمس نے مجھے خود احمدی ہونے کے لئے کہا۔ اور اسکے بعد ووکنگ کے لوگوں نے مجھے بتلایا کہ انکی کوشش اور تبلیغ سے وہ احمدیت سے برگشتہ ہو گیا ہے معلوم نہیں یہ کہاں تک صحیح ہے کیونکہ ابھی تک اس کے ووکنگ سے غیر حاضر ہو جانیکی وجہ میں اس سے دریافت نہیں کر سکا۔ اور یہاں پہنچ کر مجھے ابھی تک خط لکھنے کا موقع نہیں ملا +

جھوٹ نمبر ۳ جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ مَیں نے اِدھر اُدھر سے مانگ کر جمع کئے ہیں۔ یہ فقرہ بھی اسقدر لچر ہے کہ سوائے خواجہ کمال الدین صاحب کے خاص تلمیذ کے اور کسی شخص سے ایسی توقع نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کا نقشہ جو مَیں نے دیا ہے اس سے حقیقت حال اور پیغامیوں کے فضول دعاوی کا بودہ پن خود بخود ظاہر ہے۔ کیا خواجہ صاحب نے مجھے ان لوگوں کو احمدی بنا کر دیدیا تھا یا مولوی صدرالدین نے ؟ جہاں تک تبلیغ احمدیت کا تعلق ہے ووکنگ کا مشن ہمارے راستہ میں ایک سخت رکاوٹ ہوا ہے نہ کہ ممد۔ کیونکہ ان لوگوں کے طرز عمل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ احمدیت کی تبلیغ کرنیوالوں کو انگلستان میں مشکلات پیدا ہوں۔ ان لوگوں کا اس اعتقاد کو وہاں شائع کرنا کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں یا اگر ضرورت ہے تو ابھی تک مصلحت نہیں ہے اور پھر سختی کے ساتھ عملی صورت میں اس خیال پر کاربند ہونا احمدیت کی اشاعت میں ایک بہت بڑے پتھر کیطرح ہے اگر یہ لوگ غیر احمدی ہوتے تو اسقدر نقصان نہ ہوتا اور شاید اسقدر ہمارے خلاف سختی بھی نہ ہوتی۔ اسکی عملی مثال پروفیسر لیؤن صاحب اور دوسی محمد صاحب کا طرز عمل ہے۔ ان دو نو صاحبوں کو پریس اور اشاعت کتب کے ساتھ تعلق ہے اور انکے دفاتر ان کی طرز کے لوگوں کے لئے مرکز بھی ہیں اس لئے یہ لوگ مجھ سے ایسے رسالجات خود بخود مانگ کر تقسیم کرنے کے لئے لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ بات ووکنگ مشن کے ذریعہ ممکن نہیں۔ اسی طرح ووکنگ کیطرف سے مجھے سفارش ہوئی کہ اگر میں جمعہ کی نماز انکی جگہ پر پڑھنے آیا کروں تو لوگوں سے سلسلہ کے متعلق ذکر نہ کیا کروں۔ پھر مسٹر ہمس کو احمدی ہوجانے کے بعد احمدیت سے برگشتہ کرنیکی کوشش کی گئی + ایکدفعہ ایسا بھی ہوا کہ خواجہ صاحب کی کوشش اور انتظام سے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور ظفر علیخان صاحب نے اثنائے گفتگو میں سٹیج پر کھڑے ہو کر کہا کہ مسلمانوں کا یہ مذہب ہے کہ مسیح ناصری علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر چڑھ گئے خواجہ صاحب کیطرف سے اسبات کی کوئی تردید نہ ہوئی

جب ان لوگوں کی اپنی یہ حالت ہے تو پھر یہ میری مدد کس طرح کر سکتے تھے۔ وہاں کے انگریز لوگ جو مسلمان ہیں انکے احمدی جماعت میں داخل ہونے کی بڑی وجہ یہی ووکنگ مشن ہے۔ لوگوں کو جب کہا جاتا ہے کہ احمدی جماعت میں داخل ہو جاؤ۔ تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اگر یہ ضروری ہے تو پھر ووکنگ کے مشنری اس کے متعلق کیوں ذکر نہیں کرتے۔ یہ تمام باتیں ہمنے ایک واقعہ کے طور پر بیان کی ہیں شکایت کے رنگ میں نہیں کیونکہ جب مخالفت ہے تو شکایت کیسی۔ شکوہ صرف اس بات کا ہے کہ باوجودیکہ ان لوگوں کا وجود ہمارے لئے مضر ہے۔ تاہم احمدی جماعت میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ گویا ووکنگ کے لوگ ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو احمدی یا مسلمان بنا کر ہمارے حوالہ کر دیا کرتے ہیں +

اصل بات یہ ہے کہ انھیں احمدیت کی تبلیغ کی توفیق ہی نہیں ملی۔ اس لئے گھسیانے ہو کر جو لوگ تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہمارا سوال ان لوگوں سے صرف یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تکمیل ایمان کے لئے اور دوزخ کے عذاب سے نجات کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا ضروری یقین کرتے ہیں تو پھر اپنے نومسلموں کو اس نقص اور عذاب جہنم سے بچانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ بلکہ جو ایسی کوشش کرتے ہیں انکے راستہ میں بھی رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ان لوگوں کی مثال حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ کے فقیہوں اور فریسیوں کی طرح ہے جنکے متعلق حضرت مسیح فرماتے ہیں:-

"تم پر افسوس فقیہو اور فریسیو منافقو تم ایک شخص کو یہودی بنانے کے لئے سمندر اور خشکی پر سفر کرتے ہو لیکن جب وہ تمہارے مرید ہو جاتے ہیں تو ان کو اپنے سے بھی دوگنے جہنمی بنا دیتے ہو"

اسکی وجہ یہی تھی۔ یہودیوں کے مرید مسیح علیہ السلام کے منکر ہوتے تھے۔ اس لئے ایک نبی اللہ کی مخالفت کی سزا میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ اسی طرح ان لوگوں کے مرید ہیں لیکن موجودہ صورت میں مریدوں کی نسبت پیروں کو زیادہ سزا ہوگی۔ کیونکہ یہ لوگ باوجود ماننے کے اور ضرورت کے تسلیم کرنے کے اس امر کو لوگوں تک پہنچانے سے انکار کرتے ہیں اور ان لوگوں کے سامنے اپنے پیر اور روحانی باپ کا نام تک نہیں لیتے۔ اور انکے ساتھ صفائی معاملہ نہیں کی جاتی۔ اور دھوکہ دہی سے کام لیا جاتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ان لوگوں میں قومی رنگ میں یہ قابلیت ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تازہ وحی پر ایمان لائیں۔ اول تو یہ مسیح موعود علیہ السلام پر سخت حملہ ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنجناب کے تشریف لانا بے وقت بے موسم ہوا۔ دوسرا ان لوگوں میں ایک ایسی جماعت کا پیدا ہو جانا اس فضول عذر کے کذب پر ایک زبردست دلیل ہے۔ اور جوں جوں زمانہ گزریگا۔ اس جھوٹے عذر کا پول اور بھی کھلتا جائے گا

ایک انگریز برادر طریقت کا خط

بنام

چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے

میرے پیارے بھائی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے اپنے ایک دینی بھائی کو (آپ کو) خط لکھنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی اور مجھے اس بات سے بھی مسرت حاصل ہوئی کہ باوجود آپ اسقدر ہم سے دور ہیں لیکن تاہم آپ مجھ کو نہیں بھولے۔ مجھ کو اس بات کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپکا خط اور آپکی کتابیں جو کہ آپنے مجھکو ارسال فرمائی تھیں میرے لئے کمال خوشی کا موجب ہوئیں۔ اور ایسا ہی وہ خط جو کہ کیپ ٹون سے تحریر فرمایا۔ مجھے برادر قاضی محمد عبداللہ صاحب کے یہ بتلانے پر کہ آپ خیر و عافیت سے ہندوستان پہنچ گئے ہیں بہت خوشی ہوئی۔ مجھ کو اس بات سے بھی از حد خوشی ہوئی کہ آپنے ایک ایڈریس ڈربن میں دیا۔ میں ڈربن میں رہ چکا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپکے ہموطن ڈربن میں کثرت سے ہیں۔ مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے کہ آپ ہندوستان میں بہت خوش ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ ایسے ہی رہیں گے۔ مجھ کو اس بات سے کمال خوشی ہوئی ہے جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ اسلام کی تلاش میں ہیں۔ اس بات کا کوئی تعجب نہیں کیونکہ اسلام اسقدر سادہ۔ کامل اور جوش دلانیوالا مذہب ہے کہ یہ اس ملک اور دیگر ملکوں کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے میں ناکام نہیں رہ سکتا۔ میں اسوقت تک اسلام کی خاطر بہت رنج و آلام کا نشانہ بنا رہا ہوں۔ مگر شکر ہے خدا کا کہ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں + مجھ کو ایک بہت بڑی طاقت نے مسلمان بنایا ہے جو کہ میری طاقت سے اعلیٰ ہے یعنی ایک کشف کے ذریعہ میں نے اپنا بیعت نامہ تحریر کر کے اپنی دین کی بہن مس کر اکسفورڈ (مسلمہ) کو دیا ہے۔ جس نے کہ اس کو ہمارے مقدس سردار کو بھیج دیا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ وہ اسے قبول فرما کر مجھ کو احمدی جماعت میں داخل فرمائینگے + مینے ایک کشف دیکھا کہ آپ ہیں اور دو اور لیڈیاں ہیں جو شاید میری والدہ کیطرح معلوم ہوتی ہیں اور پھر وہ چلی گئیں۔ اور آپ اور میں ایک سفر کرتے لگے ہیں۔ اور پھر بہت جلدی سب چیزیں نئی معلوم ہونے لگی ہیں۔ اور مینے ایک شور میب گرنے کی آواز کے مشابہ سنا ہے اور آپ کو امن کی بابت بتلایا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائینگے۔ فوراً اسی وقت ایک ہوائی جہاز آسمان پر نمودار ہوا جس کا فریم ورک سونے کا بنا ہوا ہے اور ہم پہلو بہ پہلو ایک توپ پر کام کر رہے ہیں۔ اور سونے کے گولے ہم اس ہوائی جہاز کیطرف پھینک رہے ہیں اور ایک آواز آئی کہ کچھ اونچا نشانہ کرنا چاہیئے۔ اس سے مینے یہ سمجھا کہ آپ میری تائید کسی اہم کام کے لئے کر رہے ہیں جس کے واسطے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اجر دے اور آپ کو طاقت بخشے کہ ہر کام میں کامیاب ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کی برکات اور رحمتیں آپ کے شامل حال ہوں +

آپ کا دینی بھائی

ایچ - ایف - ایم - ایونس

حج بدل

اگر کوئی صاحب جو خود حج نہ کر سکتے ہوں اپنے یا اپنے کسی اور رشتہ دار کیطرف سے حج کرانا چاہیں تو ایک احمدی حاجی حسن اتفاق سے ہندوستان آئے ہوئے ہیں صرف ایکطرف کا خرچ قریب دو سو روپے دینے سے حج ہو سکیگا + مزید خط وکتابت دفتر الفضل سے کریں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ عید الفطر

ہمارے لئے حقیقی عید کیا ہے

ازحضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی

فرمودہ ۲۔ اگست ۱۹۱۶ء

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السموات والارض لا الٰہ الا ھو یحیی و یمیت فامنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ (۷-۱۵۸)

عید کیا چیز ہے؟

عید یعنی خوشی کا دن۔ چونکہ خوشی کے دن کی نسبت سب انسان یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ بار بار آئے۔ اس لئے اس کا نام عید رکھا گیا ہے۔ عید کیا چیز ہے۔ اور خوشی کسے کہتے ہیں اس پر اگر غور کیا جائے۔ تو ایک ادنیٰ سے غور اور فکر سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ خوشی اصل میں اجتماع کا نام ہے۔ دنیا کی جسقدر بھی خوشیاں ہیں۔ وہ سب اجتماع سے پیدا ہوتی ہیں۔ بڑی سے بڑی خوشی شادی کی ہوتی ہے۔ لیکن وہ کیا ہے۔ یہی کہ ایک عورت اور ایک مرد مل جاتے ہیں۔ اور ان کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ پھر بچوں کے پیدا ہونے کی خوشی ہوتی ہے۔ وہاں بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ ایک نئی روح آکر ان میں شامل ہو جاتی ہے۔ تو خوشی کی اصل یہ ہے۔ کہ کوئی چیز جب باہر سے آکر دوسری سے ملتی ہے۔ تو اُسے خوشی کہا جاتا ہے۔ اور جب ایک چیز دوسری چیز سے جدا ہوتی ہے۔ تو اُسے رنج کہتے ہیں۔ دنیا میں جسقدر بھی اجتماع ہوتے ہیں۔ وہ سب خوشیوں ہی کا موجب ہوتے ہیں۔ اور خوشی کے اظہار کا طریق ہی یہی ہے۔ کہ اجتماع ہو۔ دیکھو میلوں پر جو لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہ اسی لئے ہوتے ہیں۔ کہ خوشی کریں۔ کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ کہ کوئی شخص چھپتا پھرے کسی کے پاس نہ بیٹھے۔ اکیلا جنگل میں چلا جائے۔ اور جب کوئی پوچھے۔ کہ اسطرح کیوں کرتے ہو۔ تو کہے۔ کہ آج میرے لئے عید ہے۔ کسی ملک کسی علاقہ اور کسی قوم میں ایسی عید نہیں ہوگی۔ کہ اُسدن ایک دوسرے سے چھپتے بھاگتے اور علیحدہ پھرتے ہوں۔ بلکہ ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں عید کی علامت ہی یہی ہے۔ کہ لوگ ایک دوسرے سے ملتے اور ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور جو لوگ اپنے غم و اندوہ کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ ان کا یہ طریق ہوتا ہے۔ کہ دوسروں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ لیکن جو غم غلط کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مجلسوں میں بیٹھتے اور لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ بعض انسان چونکہ غم کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے وہ علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ مکان میں بیٹھے ہوں گے تو بھی علیحدہ۔ جنگل میں جائیں گے۔ تو بھی علیحدہ۔ غرضیکہ ہر وقت وہ علیحدگی کو ہی پسند کریں گے۔ اور اگر کسی کے ہاں میت ہو جائے۔ تو گو لوگ اس کے پاس جمع ہونگے۔ لیکن وہ یہی کہیگا۔ کہ ہٹ جاؤ۔ مجھے اکیلا رہنے دو۔ اس طرح ہجوم سے میرا دل گھبراتا ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہوگا کہ کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہو۔ اور لوگ اسکے گھر جمع ہوں تو وہ کہے کہ ہٹ جاؤ۔ مجھے اکیلا رہنے دو۔ مجمع کی وجہ سے میرا دل گھبراتا ہے۔ بلکہ وہ تو لوگوں کو خود بلائیگا۔ اور جسقدر زیادہ لوگ جمع ہونگے۔ اسیقدر وہ زیادہ خوش ہوگا۔ اسی طرح جس شخص کی شادی ہو۔ اس کے پاس جب لوگ جمع ہونگے تو وہ سب سے خوشی کے ساتھ ملیگا۔ لیکن ماتم کے وقت گو لوگ اس کی ہمدردی کے لئے ہی جمع ہونگے۔ تاہم وہ یہی کہیگا۔ کہ سب لوگ میرے اردگرد سے ہٹ جائیں۔ اور مجھے تنہا رہنے دیں۔ کیونکہ علیحدگی میں اظہار غم کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور انسان اپنے دل کی بھڑاس اچھی طرح نکال لیتا ہے۔ تو اظہار غم کے لئے علیحدگی پسند کی جاتی ہے۔ اور اظہار خوشی کے لئے اجتماع۔ اور اس بات کو خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھدیا ہے۔ کہ جب اسے خوشی ہو۔ تو دوسروں سے ملے۔ اور جب ملے تو خوشی حاصل کرے۔

گویا خوشی اور اجتماع دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام تو عین فطرت انسانی کے مطابق مذہب ہے۔ اگر تمام دنیا نے عید کا مسئلہ خلاف فطرت بنایا ہوتا۔ تو اسلام یہ رکھتا۔ کہ خوشی کے وقت انسان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جایا کریں کونوں میں الگ الگ پھرا کریں۔ کسی جگہ اکٹھے نہوں۔ مگر یہ نہیں رکھا۔ بلکہ یہی رکھا ہے۔ کہ عید کے دن ایک مقام کے لوگوں کا جمع ہونا تو الگ رہا۔ اردگرد کے لوگ بھی ایک جگہ جمع ہؤا کریں۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اجتماع خوشی کا باعث ہؤا کرتا ہے۔

اجتماع کا نام خوشی ہے

اگر انسان اپنی زندگی پر خوب غور کرے۔ تو آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب وہ ایک اجنبی سے ملتا ہے۔ تو تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد اس سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ تعلق پیدا ہونے کے بعد اُسے ایک قسم کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح ریل میں۔ گھر پر۔ مکان پر کسی سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور انسان اُسے اس قابل سمجھتا ہے۔ کہ تعلق اور دوستی پیدا کرے۔ جب دوستی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ ایک اجتماع ہوتا ہے۔ تو خوشی درحقیقت اجتماع کا نام ہے۔

دنیا کی سب سے بڑی پہلی عید

اور چونکہ اجتماع ہی عید کا باعث ہے۔ اس لئے سب سے بڑی اور سب سے عظیم الشان عید وہی ہو سکتی ہے جس میں سب سے بڑا اجتماع ہو۔ پس دنیا میں اگر سب سے بڑی عید ہوئی تو وہی ہوئی جبکہ ایک انسان نے تمام دنیا کو پکار کر کہدیا۔ کہ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ دنیا نے چھوٹی چھوٹی تو بہت سی عیدیں دیکھی تھیں۔ حضرت موسیٰ ؑ کے وقت عید ہوئی تھی حضرت داؤد ؑ۔ حضرت مسیح ؑ۔ حضرت کرشن ؑ۔ حضرت رامچندر ؑ حضرت زرتشت ؑ کے وقت بھی عیدیں ہوئی تھیں۔ مگر یہ کوئی تو ہندوستان کی عید تھی۔ کوئی مصر کی۔ کوئی ایران کی۔ اس لئے سب چھوٹی چھوٹی تھیں۔ لیکن حضرت آدم ؑ کی پیدائش سے لیکر دنیا میں اگر کوئی بڑی عید ہوئی ہے۔ تو وہ وہی ہے

جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ انسان کو کہا۔ کہ تم اپنے ذریعہ سارے جہان کو ایک جگہ جمع کر دو۔ یہی بڑی عید تھی کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص کلام کے ساتھ اپنے ایک انسان کی معرفت تمام دنیا کو کہہ دیا۔ کہ اس کے ہاتھ پر سب لوگ جمع ہو جائیں۔ اس میں کسی قوم کسی ملک کسی علاقہ کی شرط نہ رکھی گئی تھی۔ خواہ کوئی مصری ہو یا چینی۔ ہندوستانی ہو یا ایرانی۔ کوئی بھی ہو۔ سب جمع ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اب یہ نہیں کہا جائیگا۔ کہ میں اپنے موتی سوروں کے آگے نہیں ڈالتا۔ اور نہ یہ کہا جائیگا۔ کہ میں اپنی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینکتا ٭

بنی اسرائیل کی عید

حضرت مسیح ؑ کے آنے کے وقت بھی عید ہوئی تھی۔ مگر وہ عید صرف ان کی اپنی قوم کے لئے ہی تھی۔ اگر وہ غیروں کو کھانا کھلاتے۔ تو پھر ان کی قوم کیا کھاتی۔ اسی لئے حضرت مسیح ؑ نے کہا ہے۔ کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (۱۵/۲۴ متی) گویا ان کا آنا صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی عید کا موجب تھا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خدا تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ تو ایسے خزانوں کے ساتھ بھیجا۔ جن میں سے خواہ کتنا ہی خرچ کیا جائے۔ کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو کہا ہے۔ کہ تم سے جو مانگے۔ اسی کو نہ دو۔ بلکہ تم خود تمام دنیا کو بلاؤ۔ اور کہو۔ کہ آؤ جس کو جس چیز کی ضرورت ہے میں تمہیں دوں۔ چنانچہ آپ کو فرمایا گیا۔ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ تیرا کام ہی یہ ہے۔ کہ تو خدا کی نعمتوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرے ٭

آنحضرت صلعم کی فضیلت دیگر انبیاء پر۔

پس خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کام رکھے ہیں۔ حضرت مسیح ؑ کے پاس تو ایک عورت نے آکر سوال کیا تھا۔ کہ اے خداوند داؤد ؑ کے بیٹے! مجھ پر رحم کر۔ تو حضرت مسیح ؑ نے جواب میں کہا تھا۔ کہ مناسب نہیں۔ کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو پھینک دیویں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تیرا کام یہ نہیں بلکہ جو سوال کرے۔ اُسے ضرور دے۔ یہ ایک درجہ فضیلت تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء پر۔ پھر فرمایا۔ یہی نہیں کہ تجھ سے جو آکر مانگے۔ تو اُسے دینے سے انکار نہ کرے۔ بلکہ تو لوگوں کے پاس خود جا اور جا کر اعلان کر۔ کہ خدا نے مجھے یہ نعمت دی ہے۔ آؤ تم بھی اس سے حصہ لو۔ یہ دوسری فضیلت ہے جو آپ کو تمام انبیاء پر دی گئی ہے پہلے تمام انبیاء تو اس درجہ پر تھے۔ کہ جب کوئی سائل ان کے پاس آتا۔ تو کہتے۔ کہ ہم تمہیں کچھ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے۔ وہ صرف اپنی ہی قوم کے لئے ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خزانہ دیا گیا۔ کہ آپ کو نہ صرف یہ فرمایا گیا۔ کہ جب کوئی تمہارے پاس مانگنے کے لئے آئے تم اُسے نہ دھتکارو۔ بلکہ یہ کہا گیا۔ کہ محتاجوں کو گھر جا کر دو۔ تو دنیا کے لئے سب سے بڑی عید کا دن یہ تھا ٭

دنیا کی سب سے بڑی دوسری عید

پھر بڑی عید کا وہ دن تھا جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود ؑ کو مبعوث کر کے تکمیل تبلیغ کا ذمہ اٹھایا۔ اور وہ دن آیا۔ جبکہ لیظھرہ علی الدین کلہ کا ہونا مقدر تھا۔ شریعت اسلام کی تکمیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی۔ چنانچہ آپکے آنے پر سب دنیا کو بغیر کسی استثنا کے کہدیا گیا۔ کہ اب ایک ایسا نبی مبعوث ہوا ہے۔ جس کے ساتھ بہت ہی وسیع خزانے ہیں تم اس کے پاس آؤ۔ اور جو کچھ چاہتے ہو۔ لو۔ آپنے لوگوں کو اپنی طرف بلانے کے لئے یہ آواز اس زور سے بلند کی۔ جو آخر کار اپنی گونج میں بڑھتے بڑھتے عرش سے ٹکرائی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شکل میں واپس دنیا میں آئی۔ چنانچہ اس نے بھی آکر یہی کہا۔ کہ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ پہلے محدود علاقوں۔ خاص ملکوں اور خاص قوموں کے لئے رسول آیا کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت مسیح موعود ؑ نے بھی ایسا وسیع دستر خوان بچھایا۔ کہ کسی کو اس پر بیٹھنے سے دھتکارا نہیں۔ بلکہ لوگوں کو ان کے گھروں سے بلا بلا کر کھلایا ہے۔ اس لئے ہر وہ نئی روح جو ہم میں آکر شامل ہوتی ہے۔ ہمارے لئے عید کا باعث ہوتی ہے۔ اور ہر وہ شخص جو مسلمان ہوتا ہے۔ ہماری خوشی کو بڑھاتا ہے۔ یہ شریعت کے احکام پر جمع ہونے کی عید ہے۔ اور جب سب لوگ عملی رنگ میں ایک دین پر جمع ہو جائیں گے۔ تو اس کے نتیجے میں جو عید ہوگی۔ وہ بہت ہی بڑی عید ہوگی اور اس عید کا کرنا خدا تعالیٰ نے ہمارے ہی سپرد کر دیا ہے

بڑی عید منانا ہمارے اختیار میں ہے

تمام دنیا کی طرف ایک نبی بھیجنا خدا تعالیٰ کا کام تھا۔ تمام دنیا کے لئے مکمل اور پوری شریعت بھیجنا خدا کا کام تھا۔ پھر تکمیل تبلیغ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجنا خدا کا کام تھا مگر عید منانا اس نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو بڑے زور سے اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ عید پر غور کریں۔ اور سمجھیں۔ کہ سب خوشیاں اجتماع سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور عید کا مطلب ہی یہی ہے۔ کہ لوگ جمع ہوں۔ اس لئے حقیقی اور سچی عید وہی ہوگی۔ کہ جب خدا تعالیٰ کے کلام پر سب لوگ جمع ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح ؑ نے ایک پیشگوئی کی تھی۔ مگر افسوس کہ اس کے غلط معنے سمجھ لئے گئے۔ متی باب ۶ آیت ۱۰ میں وہ پیشگوئی اسطرح ہے۔ کہ مسیح ؑ نے کہا "اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے۔ تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی بر آئے" اس سے یہ سمجھا گیا۔ کہ گویا زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں ہے۔ حالانکہ متی میں ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ خدا کی بادشاہت جسطرح آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ حضرت مسیح کے نزدیک خدا کی بادشاہت زمین پر نہ تھی۔ اس لئے آپنے یہ کہا ہے۔ کہ "تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی بر آئے" بلکہ آپنے وہ دعا کی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق ہے۔ کہ جسطرح خدا ایک ہے۔ اسیطرح اس کا نبی بھی ایک ہی آوے۔ جو سب دنیا کو ایک جگہ پر اکٹھا کر دے۔ اس سے یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

کہ جسطرح آسمان کے ہر ایک حصہ پر فرشتے تسبیح و تحمید کرتے ہیں - اسی طرح اس نبی کے ذریعہ زمین کے چپے چپے پر ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے - جو خدا کی تقدیس اور تعریف کریں گے - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعلت لی الارض مسجداً - کہ تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا گیا ہے - یعنی ہر جگہ اور ہر ملک میں میرے ذریعہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے - جو خدا کی حمد اور تقدیس کرتے ہونگے - گویا جسطرح فرشتے آسمان پر مشغول رہتے ہیں - اسی طرح انسان زمین پر مشغول رہیں گے - تم لوگوں کو یہ عید منانے کا جو موقعہ دیا جاتا ہے - اس کے متعلق دیکھو کہ کیسی تیاریاں کی جاتی ہیں - مرد و عورت بچوں اور بوڑھوں کو کیسی خوشی ہوتی ہے - حالانکہ عید کے دن کوئی انعام نہیں ملتا - بظاہر کوئی چیز نہیں حاصل ہوتی بلکہ کچھ نہ کچھ خرچ ہی کرنا پڑتا ہے - مگر اس دن ہر ایک خوش خوش نظر آتا ہے - اس کی کیا وجہ ہے - یہی کہ لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں - میں نے دیکھا ہے - جہاں چند آدمی جمع ہوں - وہاں راہ چلتے لوگ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں - کیونکہ اجتماع میں کشش اور لذت ہوتی ہے - جہاں دو آدمی جمع ہوتے ہیں - وہاں تیسرا - جہاں تین جمع ہوتے ہیں وہاں چوتھا آجاتا ہے - اصل میں تمام ارواح ایک بڑی روح سے جو خدا ہے - پیدا شدہ ہیں - گو وہ اس کی مخلوق ہیں مگر جسطرح ایک بچہ کا ماں سے ایک بھائی کا بھائی سے تعلق ہوتا ہے - اگرچہ وہ دونوں الگ الگ ہوتے ہیں - اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ خالق کا مخلوق سے تعلق ہے - دیکھو ایک بھائی دوسرے بھائی سے ملتا ہے - تو کیسی لذت اور سرور حاصل کرتا ہے - اسی طرح دنیا کی جماعتیں جب آپس میں ملتی ہیں - تو خوش ہوتی ہیں - چونکہ سب مخلوق میں ایک تعلق اور رشتہ ہے - اس وجہ سے جب کہیں ایک دوسرے سے مل جائیں - تو بہت خوش ہوتی ہیں - اس سے سمجھ لینا چاہیئے - کہ اگر تمام لوگ ایک دین پر اپنے ایک آقا کے آستانہ پر اپنے ایک خالق کے دربار میں جمع ہو جائیں - تو ایک دوسرے کے لئے کسقدر خوشی کا موجب ہو سکتے ہیں - اسی لئے خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے سرور اور خوشی کا دروازہ کھول کر یہ فرما دیا ہے - کہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً - ہمارا یہ رسول تمام دنیا کی طرف آیا ہے - یہ کام تو ہمارے متعلق تھا - کہ تمام دنیا کو جمع کرنے کے لئے ایک رسول بھیجیں - اس کو ہم نے کر دیا - اب یہ تمہارا کام ہے - کہ سب کو ایک جگہ اور ایک نقطہ پر اکٹھا کر کے سرور اور خوشی حاصل کر لو - ان چھوٹے چھوٹے اجتماعوں کو بہتوں نے دیکھا ہوگا - بعض نے حج کا اجتماع بھی دیکھا ہوگا - گو وہ چند لاکھ سے زیادہ انسانوں کا نہیں ہوتا - لیکن اس سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے - وہ بہت بڑی ہوتی ہے - پس جب چند لاکھ کے مجمع سے اتنی خوشی حاصل ہو سکتی ہے - تو جب دنیا کا اکثر حصہ ایک نقطہ پر جمع ہوگا - اس سے کتنی بڑی خوشی ہوگی - اور وہ کتنی بڑی عید کہی جائے گی ؛

بڑی عید کا یہی زمانہ ہے

تم لوگ خوش ہو جاؤ - اور تمہیں مبارک ہو - کہ اس بڑی عید کے آنے کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی زمانہ ہے جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے - لیظہرہ علی الدین کلہ - کہ مسیح کا زمانہ وہ زمانہ ہوگا - جبکہ اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائیگا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کے ذریعہ پھیلا کر سب کو ایک جگہ پر جمع کر دیا جائیگا - اس وقت ہمارے لئے اصل عید ہوگی - جب تک وہ عید نہیں آتی - اس وقت تک یہ عیدیں تو ہمیں شرمندہ کرنے کے لئے آتی ہیں - تاہم آپ لوگ ان سے سبق حاصل کریں اور دیکھیں کہ جب چند آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے اتنی تیاری کی جاتی ہے - اور اس مجمع سے اتنی خوشی ہوتی ہے - حالانکہ بظاہر کچھ ملتا نہیں - بلکہ خرچ ہی کرنا پڑتا ہے - گو لذت بھی حاصل ہوتی ہے - مگر وہ عبادت کی ہوتی ہے - تو اس عید کے لئے کسقدر کوشش کرنی چاہیئے - جبمیں کروڑوں کروڑ لوگ جمع ہوں گے - اور جس کے متعلق کوشش کرنے والوں کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ مفلح جماعت ہوگی - چنانچہ فرماتا ہے - ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون یعنی وہ لوگ جو اس عید میں مدد دیں گے - اور لوگوں کو دوسری طرف سے روک کر اس طرف بلائیں گے - وہ کامیاب مظفر و منصور ہو جائیں گے - تو اس کام میں جتنے ہاتھ کام کرنے والے ہونگے - خدا تعالےٰ ان سب سے وعدہ کرتا ہے - کہ میں انہیں اپنے انعامات کا وارث بناؤں گا ؛

جماعت احمدیہ کا وعدہ

ہماری جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ اس کام میں کوشش کریگی - اور ان سب روحوں کو جو اپنے اندر رشد اور سعادت کا مادہ رکھتی ہیں - ایک جگہ پر جمع کر دیگی - پس تم لوگ اپنے اس فرض کو سمجھو - اور بڑی کوشش اور ہمت سے اس کام میں لگے رہو - دیکھو جب ایک جگہ ایک نقطۂ خیال کے چند آدمی جمع ہوتے ہیں - تو کیسا سرور حاصل ہوتا ہے - تو جسوقت وہ عظیم الشان اجتماع ہوگا - جسکا کرنا تمہارے سپرد ہے - اس وقت تمہیں کیسی لذت حاصل ہوگی - تم خیال کرو - کہ جس وقت جو کلمہ تم پڑھتے ہو - وہی کلمہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھا جائیگا - ہر بستی - ہر گاؤں - اور ہر شہر میں وہی آواز سنائی دیگی - چونکہ زمین گول ہے - اس لئے ہر وقت اذانیں اور نمازیں ہی ہوتی رہینگی - اس وقت تمہیں کتنی لذت حاصل ہوگی - پھر جب تم یہ دیکھو گے - کہ جس کلمہ جس دین اور جس آواز پر تم لوگوں کو بلاتے ہو ہو بہو اسی آواز پر بے شمار لوگ بلانے والے ہونگے - اور ہر شہر اور ہر بستی سے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ کی آواز آتی ہوگی - تمام دنیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیجائیں گی - بلکہ آپ پر درود بھیجا جائیگا - خدا کو برا بھلا کہنے والے نہیں ہونگے - بلکہ اس کی محبت میں چور اور اس کے تعلق سے مسرور نظر آئیں گے - یہ خیال جو خوشی اور سرور پیدا کر سکتا ہے - وہ اور کوئی نہیں پیدا کر سکتا - سب سے بڑی عید تو حج کی عید ہے مگر وہ بھی اس کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی - باقی سب چھوٹی چھوٹی عیدیں ہیں - اور یہ دراصل اس بڑی عید کا نشان اور اس کو یاد دلانے والی ہیں - پس ہماری

جماعت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اس عید کے لئے کوشش کریں کیونکہ اس سے زیادہ لذت اور کسی خوشی میں نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنے نفسوں پر غور کریں۔ اور اس بات کے لئے تیار ہو جائیں۔ کہ جہاں تک تمہاری طاقت اور ہمت ہے خدا کے جلال۔ قدرت۔ شان۔ شوکت اور بڑائی کے ظاہر کرنے میں صرف کردو۔ اور سب بھولے بھٹکوں کو ایک جگہ جمع کرکے لے آؤ۔ تم اس بات سے خوب واقف ہو۔ کہ جب تم میں کوئی ایک نیا آدمی آکر ملتا ہے۔ تو تمہیں کس قدر خوشی ہوتی ہے۔ لیکن جب سارے کے سارے سعید الفطرت لوگ تم میں شامل ہو جائیں گے۔ تو اس وقت تمہاری خوشی کی کیا انتہا نہ ہوگی۔ پس تم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے۔ کہ اپنے حلقہ اثر میں تبلیغ کی کوشش کرے۔ اور جو کوئی علم تبلیغ نہیں کرسکتا۔ وہ اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی عزت سے اپنی آبرو سے اپنے اثر سے کام لے۔ یہ سب چیزیں دین کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنیوالوں کیلئے مال کیا حقیقت رکھتا ہے؟

سب سے پیاری چیز مال کو سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ میل سے نکلا ہے یعنی جھک جلنے والی چیز ہے۔ پس دنیا کا مال دنیا کی آرائشیں اور آسائشیں عارضی ہیں۔ ایک وقت آتی اور دوسرے وقت چلی جاتی ہیں وہ نادان جو یہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر میں دین کے لئے مال کو خرچ کروں گا۔ تو مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ سخت غلطی پر ہے۔

انسانی خیالات میں تغیر

آج ہی مجھے دل میں ایک خیال آنے سے ہنسی آگئی۔ میں نے دیکھا۔ چھوٹے بچے کپڑے بدل رہے ہیں۔ اور ہر بچہ یہی چاہتا ہے۔ کہ اس کی ہر ایک چیز نئی ہو۔ ذرا پرانی ہو۔ تو اسے پرے پھینک دیتا ہے۔ مجھے اس بات پر ہنسی آئی۔ کہ کبھی ہم بھی اسی طرح کرتے ہوں گے لیکن اب یہ باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ اس وقت تو اپنی ساری خوشی اسی میں سمجھی جاتی ہوگی۔ کہ اچھے اچھے کپڑے پہن لیں۔ لیکن اب ان باتوں کا خیال کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے

کیوں؟ اس لئے کہ انسانی خیالات بدلتے رہتے ہیں اور ان میں ایک تغیر عظیم آتا رہتا ہے۔ اس لئے اگر ہر ایک انسان اپنی موجودہ حالت پر ہی غور کرے۔ تو سمجھ سکتا ہے۔ کہ بعض باتیں ایسی ہوں گی۔ جن پر آج سے کچھ عرصہ بعد مجھے شرم آئے گی۔ پھر بہت سے انسان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ہر ایک چیز جسے وہ اچھا سمجھتے ہیں۔ چاہتے ہیں۔ کہ لذت اور مزے کے لئے کھالیں مگر کھانے کے بعد وہ افسوس کرتے ہیں۔ کہ کیوں ہم نے کھائی پہلے تو وہ اپنی خواہش کے غلام ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب اس سے آزاد ہوتے ہیں۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ ہم نے اچھا نہیں کیا۔ اسی طرح بعض لوگ کپڑوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے اس قسم کے کپڑے نہ پہنے تو ہماری عزت نہیں رہیگی۔ لیکن جب وہ کپڑے پھٹنے لگتے ہیں۔ تو افسوس کرتے ہیں۔ کہ ہم نے اسقدر زیادہ قیمت کے کپڑے بنانے میں غلطی کی تھی تو انسان کے خیال میں بعض اوقات جلدی ہی تغیر آجاتا ہے وہ ایک خیال کے ماتحت اپنے لئے حقیقی خوشی سمجھتا ہے۔ مگر دراصل وہ عارضی خوشی ہوتی ہے۔ اور نہایت ہی عارضی ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد فوراً رنج اور افسوس آجاتا ہے۔

دین کے راستہ میں خرچ کرنے سے کبھی رنج نہیں آسکتا۔

لیکن وہ شخص جو اپنے مال دولت جائداد وغیرہ کو ایسی جگہ صرف کرتا ہے۔ کہ جس سے اسے دائمی خوشی حاصل ہو۔ اس کے دل میں کبھی رنج نہیں آتا۔ پس تم لوگ یہ مت خیال کرو۔ کہ اگر تم دین کے لئے اپنے مال اپنی دولت۔ اپنی جائداد خرچ کروگے۔ تو بعد میں پچھتاؤ گے۔ بلکہ یہ یقین رکھو۔ کہ خوش ہوگے۔ کیونکہ پچھتاوا دنیاوی اخراجات پر ہوا کرتا ہے۔ کہ ان سے عارضی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ مگر دین کے راستہ میں خرچ کرنا اس عید کا باعث بنتا ہے۔ جو سب سے بڑی عید ہے۔ اور جس کا نتیجہ کامیابی اور ظفرمندی ہے۔ اس لئے اس کا رنج نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کہ تم اپنے پاس غلہ جمع کرتے ہو۔ جہاں سے چوہے کھا جاتے ہیں۔ لیکن خدا کے حضور جمع نہیں کرتے۔ جہاں کوئی چوہا نہیں کھا سکتا۔ پس تم یہ مت خیال کرو۔ کہ خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنے سے تمہارا مال ضائع ہو جائیگا۔ ضائع نہیں جائیگا۔ بلکہ وہ تمہارے لئے حقیقی خوشی کا باعث ہوگا اس لئے اپنے طریق عمل میں اصلاح کرو۔ اور جو کچھ پہلے کرتے ہو اس سے آگے بڑھو۔

ایک دفعہ خرچ کرنے سے دوسری دفعہ زیادہ تحریک ہونی چاہیئے

بہت لوگ ہوتے ہیں۔ جو یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم نے پچھلے سال اسقدر چندہ دیا تھا۔ اب کیا دیں۔ حالانکہ انہیں چاہیئے۔ کہ اس سال پہلے سال کی نسبت اور زیادہ دیں۔ اور پہلے کی نسبت اور زیادہ آگے بڑھیں۔ دیکھو ایک ڈاکٹر جس وقت کام شروع کرتا ہے۔ تو ابتداء میں وہ ایسا عمدہ نہیں کرتا۔ لیکن جوں جوں اسے زیادہ مشق ہوتی جاتی ہے۔ وہ زیادہ صفائی اور عمدگی سے کام کرتا ہے۔ ہاں اگر غور نہ کرے تو اور بات ہے۔ اسی طرح وہ انسان جو خدا کے لئے خرچ کرتا ہے۔ وہ بھی پہلے کی نسبت بہت زیادہ فراخدلی سے خرچ کرتا ہے۔ اور جوں جوں خرچ کرتا ہے۔ اس کے لئے اور زیادہ جوش اور ولولہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ پس اگر تم لوگ خدا کے لئے خرچ کرتے ہو۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ تمہارے دل میں دوسرے وقت خرچ کرنے کے لئے پہلے کی نسبت اور زیادہ تحریک ہو۔ اور اگر زیادہ تحریک نہیں ہوتی۔ تو سمجھ لو۔ کہ پہلے تم نے جو کچھ دیا تھا۔ وہ خدا کے لئے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے دیا تھا۔ اور وہ ضائع ہو چکا ہے۔ ایسی صورت میں تو اور بھی زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی ایک سال خدا کے لئے کچھ دیتا ہے۔ تو اگلے سال اس سے اور زیادہ دیگا۔ جس طرح ایک پیشہ ور پہلی دفعہ کام کرنے سے دوسری دفعہ اس سے اچھا کرتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے راستہ میں دینے والا جب ایک دفعہ دیتا ہے۔ تو اسے جو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دوسری دفعہ دیتے ہوئے اس سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور تیسری دفعہ اس سے بھی زیادہ۔

لیکن جو شخص یہ سمجھے۔ کہ پہلے بیٹے کے بعد اس کے دل میں رنج اور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ وہ سمجھ لے۔ کہ اس نے خدا کے لئے نہیں دیا تھا۔ اور اس کے دل کا رنج کو محسوس کرنا بتاتا ہے۔ کہ جو کچھ دیا تھا۔ وہ ضائع ہو چکا ہے۔ اس کے لئے اور بھی ضروری ہے۔ کہ مرنے سے پہلے پہلے خدا کی راہ میں جسقدر زیادہ دے سکے۔ دے ؁

جو کرتا ہے پاتا ہے دوسرا پچھتاتا ہے

غرض تم لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ آنے والی عید تمہارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ تم جتنی جلدی اُسے لانا چاہو۔ لا سکتے ہو۔ اگر تم نے اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ اس کے لانے کی کوشش نہ کی۔ تو کوئی اور قوم ہوگی۔ جو اس کو لائے گی۔ مگر اس وقت خوشی اسی کے لئے ہوگی۔ نہ کہ تمہارے لئے۔ تمہارے لئے تو وہ دن ماتم کا ہوگا۔ پس تم اس بات کے لئے کوشش کرو۔ کہ آنے والی عید تمہارے لئے عید کا دن ہو۔ اور تمہاری ہی زندگی میں آجائے۔ وہ دن آئیگا تو ضرور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیظہرہ علی الدین کلہ۔ کہ اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ کوئی بڑی سے بڑی حکومت اس کے مقابلہ کے لئے کھڑی نہیں ہو سکتی۔ اگر ساری دنیا بھی اس کے خلاف کھڑی ہو جائے۔ تو اس طرح مسل دی جائے گی۔ جسطرح تازہ گھانس مسل دی جاتی ہے۔ کیونکہ اسلام کا مقابلہ نہ دنیا کا مال کر سکتا ہے۔ نہ تلوار۔ نہ توپ نہ جہاز۔ کیونکہ اسلام خدا کے ہاتھ کے سہارے کھڑا ہوا ہے۔ اب اس کو کوئی نہیں بٹھا سکتا۔ یہ کھڑا ہی رہیگا۔ اور سوائے شقی ازلی روحوں کے باقی سب اس کی صداقت اور حقانیت کو قبول کرینگی۔ اور تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔ پس جب وہ دن آئیگا۔ تو حقیقی عید اور خوشی ہوگی۔ مگر ان کے لئے جن کے ہاتھوں اسلام پھیلیگا اور افسوس اور ماتم ہوگا۔ اُن کے لئے جن کو اس بات کا موقعہ تو دیا گیا تھا۔ مگر انھوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تم لوگ اس بات کی کوشش کرو۔ کہ جو موقع تمہیں نصیب ہے اس سے فائدہ اٹھالو۔ تمہارے سامنے حقیقی خوشی اور جنت ہے۔ کوشش کرو۔ کہ اس کو حاصل کر لو۔ مگر وہ دن بھی تمہارے قریب ہی ہے۔ ذرا پاؤں لڑکھڑایا۔ اور اس میں گر پڑے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پلصراط کی طرح ہے۔ اگر تم نے کوشش اور ہمت سے کام لیا۔ تو جنت میں داخل ہوگئے۔ اور ذرا بے احتیاطی کی۔ تو دجال کے دوزخ میں گر پڑے۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ۔ مال کا خدا کی راہ میں خرچ کرنا چیز ہی کیا ہے۔ ایک جنگ میں کچھ صحابی کھجوریں کھا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے بعض صحابہؓ کو جو شہید ہوتے دیکھا۔ تو کھجوریں پرے پھینک کر کہنے لگا۔ میرے اور جنت کے درمیان صرف یہ کھجوریں روک ہیں۔ یہ کہکر تلوار لیکر آ لڑا۔ کہ شہید ہو گیا۔ تو یہ مال و اموال سامان آرائش اور آسائش کی چیزیں مومن کے لئے ایک پردہ ہیں۔ جو اس کے اور جنت کے درمیان حائل ہے۔ اس کو ہٹا دیا جائے تو آگے جنت ہے جس طرح ایک آم یا خربوزہ پڑا ہو۔ اور اس سے ورے مصنوعی خربوزہ رکھا ہو جو شخص اس مصنوعی کو لیکر بیٹھ رہیگا۔ وہ یقیناً ناکام رہیگا۔ لیکن جو اُسے چھوڑ کر اصلی کو لیگا۔ وہ کچھ حاصل کر لیگا۔ تو حقیقی خوشی اور لذتیں وہی ہوتی ہیں۔ جو خدا کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ دنیاوی ساز و سامان عارضی خوشیاں ہیں۔ جو امتحان لینے اور ترقی کا موقعہ دینے کے لئے ہیں۔ پس تم ان عارضی خوشیوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا کے لئے اپنے اموال اور جائدادوں کو خرچ کرو۔ تا تمہیں اس عید کے دیکھنے کا موقعہ ملے جو ازل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے لئے مقدر تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے لئے ہے ؁

خدا تعالےٰ ہمارے دلوں سے دنیا کی ملونی دور کر دے اور اپنی محبت کو ہمارے دلوں میں جگہ دے۔ اپنے دین اپنے جلال اور اپنی شان کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق بخشے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پیش کرنے کی ہمت اور استقلال ہمارے دلوں کو وسیع کر دے۔ اور جسطرح ہر سال یہ چھوٹی چھوٹی عیدیں آتی ہیں۔ ہمارے لئے وہ بڑی عید بھی لائے عجائب گھروں میں بڑی بڑی مشہور عمارتوں کے نمونے رکھے ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کو دیکھ کر اصل کو دیکھنے کا شوق پیدا ہو۔ لیکن جسطرح آگرہ کے تاج محل اور دہلی کی جامع مسجد کے نمونوں کو دیکھ کر ان کے اصل سے واقفیت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ان عیدوں کو دیکھ کر اس اصل عید کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے ؁

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ نہ وہاں کی چیزوں کو کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ اور نہ کسی دل میں خیال آیا ہے۔ کہ کس طرح کی ہیں۔ اسی طرح اس عید کی نسبت اس وقت کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اور ان عیدوں سے اس کا کچھ بھی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ پس تم دعائیں مانگو۔ کہ خدا تعالےٰ تمہیں وہ عید دیکھنے کا موقعہ دے۔ جو حضرت مسیح موعود کی جماعت کے لئے مقدر ہے ؁

اَلنَّظَر

ترجمۃ القرآن انگریزی کا پہلا پارہ

انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے

قرآن کریم کا پہلا پارہ جو انگریزی ترجمہ اور تفسیر کی صورت میں شائع ہوا ہے اس کے متعلق الفضل میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ تاہم اس کے متعلق ہم اپنی نہایت مختصر رائے ان الفاظ میں ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ یہ کتاب اسلام اور مقدس عربی لٹریچر میں بھی ہمیشہ ایک مستند کتاب انگریزی زبان میں سمجھی جائے گی۔ ترتیب نہایت اعلیٰ ہے۔ اور ایسی تکمیل پر کام کو پہونچایا گیا ہے۔ جس سے ایک بڑی کامیابی کا یقین ہوتا ہے۔ یہ حقیقتاً ایک قابل تعریف تالیف ہے۔ اور امید ہے کہ اب انگریزی خوان طلباء اس کے سوائے اور کوئی ترجمہ ہاتھ میں نہ لیں گے قیمت قسم اعلیٰ عہ قسم معمولی عہ

ملنے کا پتہ :- دفتر ترقی اسلام قادیان ضلع گورداسپور

جنگ کی خبریں ؛

لنڈن ۴ - اگست - پیرس کا سرکاری اعلان مظہر ہے - کہ تھیومونٹ فلیوری کے خط تصادم پر جہاں کہ رات بھر جرمن شدید حملے کرتے رہے - لڑائی بدستور جاری ہے - قریب تھیومونٹ میں غنیم کے کئی ایک حملے شدید نقصان کے ساتھ پسپا کئے گئے - فلیوری پر بھی لڑائی نہایت ہی خونریز تھی - بعض بے سود کوششوں کے بعد جن سے پیشتر شدید گولہ باری ہوتی تھی - جرمن گاؤں کے جنوبی حصہ میں گھس آئے - یہاں لڑائی جاری ہے دوران لڑائی میں ہم نے تھیومونٹ کے استحکامات پر قبضہ کر لیا لیکن غنیم کی گولہ باری کی وجہ سے اسے پھر خالی کر دیا - شمال مشرقی فلوری سے ہمیں پیچھے ہٹانے کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں - مشرق و چرول میں ہمارے تازہ حاصل کردہ مقامات پر غنیم کے تمام حملے شدید نقصان کے ساتھ پسپا کر دیئے گئے ؛

برطانوی کامیابی :- لنڈن ۵ - اگست - جنرل ہیگ کی شب گذشتہ کی رپورٹ مظہر ہے - کہ دن بھر سکون رہا - پوزیرز اور جنگل ہیتمز پر غنیم کا توپ خانہ آتشباری کرتا رہا مغرب پوزیرز میں گذشتہ شب خندقوں کے قبضہ سے ہم غنیم کے بہت قریب ہو گئے ہیں - ان خندقوں کے ارد گرد غنیم کی اکثر لاشیں پڑی ہوئی ہیں - ہم نے یکصد سے زائد قیدی گرفتار کئے - چار برطانوی ہوائی جہازوں نے غنیم کے سات ہوائی جہازوں کو مصروف پیکار کیا - لڑائی ۴۵ منٹ تک جاری رہی - اور غنیم کے تین جہازوں کو نیچے گرا دیا گیا - ہمارے دو جہاز مفقود الخبر ہیں -

لنڈن ۵ - اگست - سر ڈوگلس ہیگ کی مراسلت مظہر ہے - کہ نئی سپاہ کے دستوں نے دو ہزار گز کے طویل خط تصادم کے قبضہ میں حصہ لیا - کئی سو قیدی گرفتار کئے گئے غنیم کے متواتر جوابی حملے شدید نقصان کے ساتھ پسپا کر دیئے گئے - قریب سوشنز اور لوس میں سرنگیں اڑائی گئیں ؛

لنڈن ۶ - اگست - برطانوی اعلان مظہر ہے - کہ گذشتہ دو روز کے عرصہ میں شمال مغرب پوزیرز میں شبنہ کے قبضہ خندقوں کو شامل کرتے ہوئے ہمارا خط تصادم ۳ ہزار گز کے محاذ پر ۴۰۰ سے ۶ سو گز تک وسیع ہو گیا ہے ؛

معرکہ ورڈون - لنڈن ۵ - اگست - پیرس - گذشتہ شب کی سرکاری مراسلت مظہر ہے - کہ استحکامات تھیومونٹ کے شمال مغرب و جنوب میں اور علاقہ جات تھیومونٹ فلیوری میں دن بھر لڑائی جاری رہی - ہمارے حاصل کردہ مقامات سے ہمیں پیچھے ہٹانے کی تمام کوششیں ناکام رہیں - اور ۱۲ گھنٹہ کے عرصہ میں دوسرے جوابی حملہ سے استحکامات تھیومونٹ پر دوبارہ قبضہ کر لیا - اور کئی ایک جوابی حملوں کے باوجود ہم ان پر جمے رہے - موضع فلیوری میں شدید لڑائی ہوئی - اور ہم نے اس مقام کو جرمن حملوں کی وجہ سے صبح کے وقت بالکل خالی کر دیا - سہ پہر کے وقت ہماری پیدل سپاہ نے گاؤں کے اکثر حصہ پر سنگینوں سے حملہ کیا - غنیم تاحال شدید مقاومت کر رہا ہے دن بھر میں ہم نے چار سو قیدی گرفتار کئے ؛

روسی میدان جنگ :- لنڈن ۴ - اگست پیٹروگراڈ کی ایک مراسلت مظہر ہے کہ خونریز لڑائی کے بعد ہم نے غنیم کو دریائے سٹاک کے جو بائیں جانب سٹاکھڈ کی ایک معاون ندی ہے - دوسری طرف دھکیل دیا - اور چھ سو سپاہ اور ۱۲ کلاہ توپیں گرفتار کیں ؛

لنڈن ۵ - اگست - پیٹروگراڈ کا ایک اعلان مظہر ہے - کہ جنوب براڈے میں خونریز معرکہ بپا ہوا - ہم نے غنیم کے متواتر جوابی حملوں کو پسپا کیا - اور اپنے مقامات کو مستحکم کیا ؛

علاقہ قفقاز میں مغرب کلکت اور شغلک کی جانب علاقہ قفقاز میں قدرے پیشقدمی کی گئی ؛

مشرقی افریقہ میں جنگ :- لنڈن ۴ - اگست - حضور ملک معظم نے جنرل سمس کو باوجود قدرتی تکالیف اور غنیم کی شدید مقاومت کے متواتر ترقی پر تحسین و آفرین کا پیام ارسال کیا ہے - اور جنرل مذکور سے خواہش ظاہر کی ہے - کہ وہ آنحضور کی طرف سے تمام فوج کو اس کی مستعدی و تہور پر تحسین و آفرین کہیں ؛

بحری ہوائی حملہ - لنڈن ۴ - اگست - امارت بحریہ نے اعلان کیا ہے - کہ بحری ہوائی جہازوں کے سکواڈرن نے ۲ - اگست کو غنیم کے ویسٹرم کے ہوائی جہازوں کے کارخانہ اور اوربل بیک کے کارخانہ اسلحہ پر کامیاب حملہ کیا - اور وودٹن کے قریب بم کے گولے پھینکے - جس سے مذکورہ بالا مقامات کو سخت نقصان پہنچایا گیا - ہمارا ایک ہوائی جہاز مفقود الخبر ہے ؛

آبدوزوں کی جنگ - لنڈن ۵ - اگست - روم - ایک اطالوی آبدوز نے ۲ - ماہ رواں کو بحیرہ ایڈریاٹک میں ایک آسٹری تباہ کن جہاز کو تارپیڈو سے غرق کر دیا ؛

متفرق خبریں

لنڈن ۴ - اگست - واشنگٹن - عہدنامہ پر جس کی رو سے ریاستہائے متحدہ نے ۲½ کروڑ ڈالر کو ڈچ ویسٹ انڈیز (جزائر غرب الہند) خرید کئے ہیں - دستخط ثبت ہو گئے ہیں

لنڈن ۵ - اگست - بخارسٹ کا ایک تار مظہر ہے کہ رومانوی وزیر خارجہ نے گورنمنٹ بلغاریہ کو حال کے واقعات سرحد کے متعلق توجہ دلاتے ہوئے تحریر کیا ہے - کہ ایسے واقعات بکثرت رونما ہو رہے ہیں - اور یہ ہر دو ممالک کے خوشگوار تعلقات کے منافی ہیں -

لنڈن ۴ - اگست - ٹائمز رقمطراز ہے - خیال کیا جاتا ہے - کہ برابر عراق عرب کی ریلوے تجویز پاس ہو چکی ہے - قبل ازیں ایک اونچی سڑک کی تکمیل لازمی ہو گی ؛

لنڈن - ۶ - اگست - سر آرتھر مارکیم ممبر پارلیمنٹ جو گورنمنٹ پر سخت ترین نکتہ چینی کرنے والے ممبروں میں سے تھے - یکایک انتقال کر گئے ؛

جنگ کی سالگرہ پر حلیفوں کے نام شاہی پیام -

لنڈن ۵ - اگست - حضور ملک معظم نے اتحادی سلطنتوں کے فرمانرواؤں کو مندرجہ ذیل تار بھیجا ہے ؛

آج اس جنگ عظیم کی دوسری سالگرہ پر جس میں ہماری سلطنت اور بہادر اتحادی مصروف ہیں ہم آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ ہم عزم بالجزم کر چکے ہیں - کہ جب تک متحدہ کوششیں ان اغراض کو حاصل نہ کر لیں - جن کے لئے ہم سب نے متفقہ طور پر تلوار اٹھائی تھی - ہم لڑائی